ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.02 (2025)

اسلامی ریاست میں مذہبی آزادی کا تصور سیرت نبوی کی روشنی میں

The Concept of Religious Freedom in an Islamic State in the Light of the Prophetic Biography (Seerah)

Dr. Muhammad Akram Rana
Dean, Faculty Islamic studies, Minhaj University, Lahore.
makramrana.minhaj@gmail.com
Dr Shabir Ahmad Jamee
HOD School of Islamic Study and Shariah Minhaj University Lahore
hodislamicstudies.cosis@mul.edu.pk
Hafiz shams ud din
Mphil scholar Minhaj University Lahore,
hshams1040@gmail.com

Abstract

This study explores the concept of religious freedom in an Islamic state through the lens of the Seerah (biography) of the Prophet Muhammad (peace be upon him). Contrary to common misconceptions, the Prophetic model provides a rich foundation for tolerance, coexistence, and the protection of minority rights. By analyzing key events from the Prophet's life—such as the Constitution of Medina, his interactions with non-Muslim communities, and his policies towards religious minorities—this research highlights how the early Islamic state recognized and safeguarded religious pluralism. The paper argues that the Seerah offers a timeless ethical framework that emphasizes justice, mutual respect, and freedom of belief, laying a model for modern Islamic governance in multicultural societies. This work contributes to contemporary discourse on human rights and religious freedom by grounding it in classical Islamic sources and the lived example of the Prophet.

Keywords:
Religious Freedom, Islamic State, Minority Rights in Islam , Medina Charter , Interfaith Relations

ہر آدمی کے لیے عقیدہ و مذہب کی آزادی اسلام کے بنیادی اور امتیازی اصولوں میں سے ہے۔ فطرت انسانی اس حق کو تسلیم کرتی ہے اور جابر معاشروں میں بھی سلیم الفطرت لوگ اس مسلمہ حق کو ثابت مانتے آئے ہیں۔ صدرِ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں نے غیر مسلم معاشرے میں اسی فطری حق کی بنیاد پر آزادی اختیار مذہب کا مطالبہ کیا تھا اور قرآن مجید نے کفار مکہ کے مذہبی جبر اور فتنہ کو ہی وہ عظیم ظلم بتایا تھا جس کی بنیاد پر ان سے جنگ کی جا رہی تھی۔ اسی بنیاد پر اسلام ہر زمانے میں دنیا کے ہر معاشرے سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہ فطری انسانی حق بہر حال محفوظ رہنا چاہیے اور مسلمانوں کو دوسرے تمام انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے اور انہیں باطل ادیان وافکار اور گمراہی پر مبنی طریق زندگی سے روکنے کی کھلی آزادی ہونی چاہیے۔ جب مسلمان دوسری ملتوں اور معاشروں سے اس آزادی کے طلبگار ہیں تو یقیناً انصاف کا تقاضا تھا کہ ان کا دین خود سب سے پہلے اعلان کرتا۔

"لا اکراہ فی الدین"

(دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں)([1])

اسی اصول کے پیش نظر اسلام نے اپنی حکومت کے تحت رہنے والے غیر مسلم اہل ذمہ شہریوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ کے علاوہ مکمل مذہبی آزادی کی ضمانت دی ہے ان کو اپنے مذہب کے مطابق عقائد رکھنے عبادت کرنے مذہبی رسومات بجالانے اور اپنے عقیدہ کے مطابق بودوباش کے طریقے کی اجازت دی ہے اس اجمال کی تفصیل ہم آئندہ سطور میں قدرے تفصیل سے پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

---

[1] القرآن،۳:۲۵۶

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

اسلام میں عقیدہ ومذہب کی آزادی کے امور

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق میں مذہبی آزادی کا حق بہت اہم اور معرکۃ الآرا بحث ہے۔ مغرب کے متعصب مفکرین و مستشرقین جن مسائل میں اسلام کو مطعون اور ہدف تنقید بناتے ہیں، ان میں ایک مسئلہ اسلامی ریاست کے اندر ذمیوں کی مذہبی آزادی کا بھی ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے علامہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے:

یورپ میں جس گروہ نے اسلام کو نکتہ چینیوں کا ہدف بنا رکھا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اسلام میں مذہبی آزادی بالکل نہیں ہے اور قدیم اسلامی حکومتوں نے غیر قوموں کے مذہبی حقوق بالکل پامال کر دیے تھے۔ لیکن ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ اسلام نے تمام دنیا کی قوموں کو جس حد تک مذہبی آزادی دی کبھی کسی قوم نے نہیں دی، نہ اب دینے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ یورپ دو سو برس پہلے تو مذہبی آزادی کا نام بھی نہیں لے سکتا تھا۔ آج بلاشبہ اس کو یہ دعوی ہے مگر کیوں ہے؟ اس لیے کہ اس کو خود مذہب کی پروا نہیں رہی۔ بلاشبہ یورپ گرجا اور مسجد کے جھگڑے میں انصاف کا پلہ برابر رکھتا ہے۔ لیکن اگر ایک سڑک اور مسجد کا معاملہ پیش آجائے تو مسجد بے تکلف برباد کر دی جاتی ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس فیاضی پر ناز ہے وہ مذہبی آزادی کا نہیں بلکہ مذہبی بے پروائی کا اثر ہے۔(2)

مذاہب کی تاریخ میں اسلام کے خلاف اہل یورپ کا مذکورہ دعویٰ محض تعصب پر مبنی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی حکومتوں نے اپنی غیر مسلم رعایا کو جس حد تک مذہبی آزادی عطا کی کسی قوم و مذہب نے نہیں دی۔(3) آج کا لبرل ذہن اور مذہب دشمن عناصر کی براجمانی کے سبب مذہب کے تحفظ کو بنیادی حقوق (Fundamental Rights) میں شامل نہیں کیا جاتا ہے بلکہ آزادی اظہار رائے (The freedom of press) کے نام پر مذہب کا خون کرنے اور اس کا جنازہ نکالنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، لیکن اہل اسلام کو جس طرح ہر چیز سے زیادہ اپنے مذہب کا تحفظ عزیز ہے۔ اسی طرح وہ اپنی ریاست میں آباد غیر مسلم شہریوں سے ہمدردی کے طور پر ان کے مذہب کا تحفظ بھی اپنا شرعی اور اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔

میثاق مدینہ اور مذہبی آزادی فکر و عمل کے امور

نبی اکرم ﷺ اہل مکہ مکرمہ کے حد درجہ مذہبی تعصب و تشدد سے مجبور ہو کر (جس کی تفصیل کا نہ یہ مقام متحمل ہے نہ موضوع سے متعلق ہے) ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو یہاں مشرکین مکہ سے زیادہ سرگرم اور اسلام مخالف دشمن یہودی موجود تھے، جن کی اسلام دشمنی پر قرآن مجید جیسی لاریب کتاب گواہ ہے۔ اس کے باوجود پیغمبر اسلام ﷺ اور داعی امن نے ان کی طرف بھی صلح کا ہاتھ بڑھایا اور اسلامی ریاست کے باضابطہ اور باقاعدہ قیام سے قبل آپ ﷺ نے کمال سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہود مدینہ اور دیگر قبائل سے ایک تحریری معاہدہ فرمایا جو کتب سیرت میں "میثاق مدینہ" (Madina Pack) کے عنوان سے درج ہے۔(4)

اس معاہدہ کا تذکرہ سیرت طیبہ اور تاریخ کی مستند کتابوں مثلا سیرۃ النبی لابن ہشام، البدایہ والنہایہ لابن کثیر، تاریخ طبری اور کتاب الاموال و غیرہ میں موجود ہے۔ مگر اس پر انتہائی تحقیقی انداز میں بڑی گہرائی اور باریک بینی سے روشنی نامور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے ڈالی ہے۔ انہوں نے اپنی معروف کتاب "عہد نبوی میں نظام حکمرانی" میں "دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور" کی جلی سرخی قائم کرتے ہوئے اس

---

2 شبلی، نعمانی، مقالاتِ شبلی، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ص: ۲۱۰، ۲۰۰۳

3 شبلی، نعمانی، مقالاتِ شبلی، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ص: ۲۱۲، ۲۰۰۳

4 حمید اللہ۔ ڈاکٹر، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، سندھ، اردو اکیڈمی، ص: ۶۷، ۱۹۹۵

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

معاہدہ کی تاریخی اہمیت، قانونی حیثیت، سیاسی ضرورت اور معاشرتی پس منظر کی تفصیلات بتائی ہیں۔ اس کی تمام دفعات کا تجزیہ کیا ہے۔ حدیث سیرت اور تاریخ کے علاوہ یورپی زبانوں میں اس معاہدے کے مستند مآخذ کی نشاندہی کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ معاہدہ کل باون دفعات پر مشتمل تھا۔

اس معاہدہ میں اختلاف عقائد کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی جتنی امن و آشتی کے ساتھ مل کر رہنے اور باہمی تعاون واعتمادی فضا پیدا کرنے کو دی گئی ہے۔ معاہدہ میں درج دفعات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام اپنے مخالفوں اور شدید دشمنوں تک سے باہمی صلح کرنے کو تیار ہوتا ہے بشرطیکہ اصولوں پر حرف نہ آتا ہو۔ بہر کیف اس معاہدہ میں یہودیوں کو جہاں بعض سیاسی معاشی، دفاعی شرائط اور دیت وتاوان وغیرہ کے معاملے میں پابند بنایا گیا جس کی تفصیل یہاں طوالت کا باعث ہو گی، وہاں انہیں دیگر حقوق کی یقین دہانی کے ساتھ ساتھ زیر بحث مذہبی آزادی کا حق بھی دیا گیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کے الفاظ ہیں:

"لليهود دينهم وللمسلمين دينهم "([5])

یہود کے لیے ان (یہود) کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان (مسلمانوں) کا دین ہوگا۔) یہ معاہدہ رسول اللہ ﷺ کی مذہبی رواداری اور فراخدلی کی وہ مثال ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اس تاریخی معاہدہ پر مشہور عرب مورخ وادیب محمد حسین ہیکل کا تبصرہ قابل ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

هذه هي الوثيقة السياسية التي وضعها محمد منذ الف وثلاثمأة وخمسين سنة، والتي تقرر حرية العقيدة وحرية الرأى وحرمة المدينة وحرمة الحياة وحرمة المال وتحريم الجريمة ([6])

یہ وہ سیاسی معاہدہ ہے جس کی بدولت حضرت محمد صلی ﷺ نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل ایک ایسا باضابطہ انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے عقیدہ ورائے کی آزادی ملی، مدینہ منورہ، زندگی اور مال کی حرمت قائم ہوئی اور جرم کا حرام ہونا ثابت ہوا۔

اسی طرح مولانا حامد انصاری اس معاہدہ میں دی گئی مذہبی آزادی کی اہمیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

یہودیوں کے ساتھ مذہبی رواداری، آزادی اور ان کے حقوق کے تحفظ کی یہ تاریخ ساز دستاویز اور اس کی دفعات اپنی حقیقت پر آپ گواہ ہیں۔ مذہبی رواداری، امن وسلامتی، آزادی اور انصاف کا ہر جوہر اس میں موجود ہے۔ ([7])

شاہانِ حمیر اور مذہبی آزادی فکر وعمل کے امور

شاہان حمیر (یمن) الحارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور النعمان کی طرف سے ان کے اسلام قبول کر لینے کی اطلاع پر نبی رحمت ﷺ نے انکی طرف ایک طویل مکتوب ارسال فرمایا جس میں انہیں اسلام کے بنیادی ارکان اور احکام وفرائض سے مطلع کیا گیا۔ اس میں مذہبی آزادی کے حوالے سے آنجناب ﷺ نے یہ بھی تحریر فرمایا:

وانه من اسلم من يهودى او نصرانى فأنه من المؤمنين له ما لهم وعليه ما عليهم ومن كان على يهوديته او نصرانيته فانه لا يرد عنها و عليه الجزية--- فان له ذمة الله وذمة رسوله([8])

---

[5] حمید اللہ۔ ڈاکٹر، پیغمبر اسلام، اردو اکیڈمی، ص: ۶۷، ۲۰۰۸

[6] ھیکل، محمد حسین، حیاۃ محمد، لاہور، عبداللہ اکیڈمی، ص: ۲۲۷، ۲۰۱۱،

[7] غازی، حامد انصاری، اسلام کا نظام حکومت، لاہور، مکتبہ عالیہ، ص: ۳۶۴، ۱۹۸۷

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

بے شک جو یہودی یا نصرانی اسلام قبول کرلے تو بلاشبہ وہ مؤمنین میں سے ہے۔اس کے لیے وہی حقوق ومراعات ہیں جو تمام مؤمنوں کے لیے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو دوسرے مؤمنوں پر عائد ہیں اور جو آدمی اپنی یہودیت (یہودی مذہب) یا اپنی نصرانیت (نصرانی مذہب پر قائم رہنا چاہے تو اسے جبر کے ذریعے اپنے مذہب سے ہٹایا نہیں جائے گا۔البتہ اس پر (اس کی جان ومال کی حفاظت کے بدلے) جزیہ عائد ہوگا۔۔۔۔بے شک اس کے لیے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا ذمہ ہے۔

نجران کے عیسائی اور مذہبی آزادی فکر عمل کے امور

یہود مدینہ سے مذکورہ معاہدہ (میثاق مدینہ)اس وقت ہوا جب مسلمان سیاسی اعتبار سے کمزور تھے مگر نجران کے عیسائیوں سے جو زیر نظر معاہدہ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس وقت ہوا جب مسلمانوں کے ہاتھ میں اقتدار واختیار تھا اور فتوحات کا سلسلہ جاری تھا۔ایسے ہی مواقع پر ظلم کا دروازہ کھلتا ہے۔طاقتور کمزور کو صرف اپنا باجگزار ہی نہیں بناتا بلکہ ہر طرح سے اس کا استحصال اور اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔مگر پیغمبر اسلام ﷺ نے اس معاہدہ کے ذریعے اہل نجران کو جو حقوق دیے اور جس نرمی ورعایت کا مظاہرہ کیا،اس کی نظیر آسمان کی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بہر کیف زیر بحث موضوع کے حوالے سے عہد نبوی ﷺ میں اہل الذمہ کو حاصل مذہبی آزادی کا ایک ثبوت نجران کے عیسائیوں کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کا یہ تاریخی معاہدہ ہے۔جسے الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ امام ابویوسف،ابوعبید قاسم بن سلام،ابن قیم،ابن سعد اور بلاذری جیسے کبار فقہاء ومؤرخین رحمھم اللہ نے نقل کیا ہے۔

اس معاہدہ میں عیسائیوں کو دی گئی مذہبی آزادی کی دفعات کے اندراج سے قبل زیر بحث موضوع کے حوالے سے مذہبی رواداری کا یہ ایمان افروز واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ نجران کے بڑے بڑے عیسائی راہبوں پر مشتمل وفد جو بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے 9ھ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے آیا تھا آپ ﷺ نے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔کچھ دیر بعد ان کی عبادت کا وقت ہوا تو وہ مسجد نبوی میں عبادت کے لیے کھڑے ہوگئے۔موجود صحابہ کرام نے انہیں روکنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعوھم (انہیں چھوڑ دو۔یعنی نماز پڑھنے دو) چنانچہ انہوں نے مشرق کی طرف رخ کیا اور اپنے طریقے کے مطابق نماز ادا کی۔[9]

بہر کیف نبی رحمت ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو جو تحریری معاہدہ لکھ کر دیا۔وہ مسلمان حکمرانوں کے لیے غیر مسلم رعایا کے ساتھ سلوک کے بارے میں ایک ہدایت نامہ ہے۔اگر کسی فرمانروا نے اس سے انحراف کیا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ فرمانروا ہے نہ کہ اسلام۔بہر کیف اس معاہدہ میں نجران کے عیسائیوں کو بالکل معمولی جزیہ (سالانہ دو ہزار یمنی حلے وہ بھی دو قسطوں میں) کے عوض جان ومال کے تحفظ کی تحریری یقین دہانی اور دیگر ضروری حقوق کے ساتھ مذہبی آزادی کی ضمانت درج ذیل الفاظ میں دی گئی۔

وان لا يغيروا مما كانوا عليه ولا يغير حق من حقوقهم ولا ملتهم ولا يغير اسقف من اسقفيته ولا راهب من رهبانيته ---الخ [10]

اس وقت ان کی جو حیثیت ہے وہ برقرار رکھی جائے گی۔نہ ان کے کسی حق میں تغیر کیا جائے گا اور نہ ان کے مذہب میں دخل اندازی کی جائے گی۔(مورخ بلاذری نے یہاں مزید واضح الفاظ لکھے ہیں: وان لا يفتنوا عن دينهم ۔

8ابن ہشام،محمد عبدالملک،سیرۃالنبویۃ،لاہور،ادارہ اسلامیات،ج:۲،ص:۲۵۸،۱۹۸۹

9ا۔ابن سعد،محمد بن سعد،الطبقات الکبری،بیروت،لبنان،داراحیاءالتراث العربی،ج:۱،ص:۱۷۲،۱۹۹۹

10 حمید اللہ۔ڈاکٹر،سیاسی وثیقہ جات،لاہور،مجلس ترقی ادب،ص:96۔97،۲۰۰۴

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

انہیں اپنے دین سے بر گشتہ نہیں کیا جائے گا) نہ ان کے کسی پادری کو اس کے مقام سے ہٹایا جائے گا اور نہ کسی راہب سے اس کی رہبانیت کے معاملے میں تعرض کیا جائے گا۔

اہل یمن اور مذہبی آزادی فکر و عمل کے امور

مشہور صحابی حضرت عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں:

كتب رسول الله الى اهل اليمن انه من كان على يهودية او نصرانية فانه لا يفتن عنها وعليه الجزية (11)

رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو لکھا کہ بے شک جو آدمی یہودیت یا نصرانیت پر حسب سابق قائم رہنا چاہتا ہے تو وہ بے شک اپنے دین پر قائم رہے۔ اسے اپنے دین کے معاملے میں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا۔ البتہ اسے جزیہ ادا کرنا ہو گا۔

سینٹ کیتھرائن کے راہبوں اور مذہبی آزادی

مشہور مؤرخ سید امیر علی نے کسی متعین حوالہ وماخذ کے بغیر صرف مؤرخین اسلام (Annalists of Islam) کے حوالے سے پیغمبر اسلام ﷺ کے عیسائی راہبوں سے کیے گئے ایک معاہدہ کا ذکر کیا ہے۔ جو اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی مذہبی آزادی اور دیگر حقوق کے لیے ایک مثالی حیثیت کا حامل ہے۔ چنانچہ سید موصوف نے اپنی مشہور کتاب "The Spirit of Islam" کے چھٹے باب کے شروع شروع میں مضافات مدینہ میں بنی فزارہ کی ڈاکہ زنی کے واقعہ کے بعد لکھا ہے:

اس زمانہ کے لگ بھگ آنحضرت ﷺ نے سنائی کے قریب واقع راہب خانہ سینٹ کیتھرائن (St. Catherine) کے راہبوں کو، بلکہ سارے عیسائیوں کو ایک سند نامہ حقوق (Charter) عطا فرمایا۔ جس کے بارے میں بجا طور پر کہا گیا ہے کہ دنیا کی تاریخ روشن خیالی اور رواداری کی جو اشرف ترین یادگاریں پیش کر سکتی ہے، یہ ان سب میں سے ایک ہے۔ یہ دستاویز جسے مورخین اسلام نے حرف بحرف قلمبند کیا، وسعت نظر اور آزادی خیال کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔ اس دستاویز کی رو سے عیسائیوں کو چند ایسی استثنائی مراعات حاصل ہوئیں جو انہیں اپنے ہم مذہب حکمرانوں کے تحت بھی نصیب نہ ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے اعلان کر دیا کہ اس دستاویز میں جو احکام مندرج ہیں اگر کوئی مسلمان ان کی خلاف ورزی کرے گا یا ان سے ناجائز فائدہ اٹھائے گا تو اسے معاہدہ الہی سے رو گردانی کرنے والا، اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والا اور اس کے دین کی تذلیل کرنے والا تصور کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے عیسائیوں کی حفاظت، ان کے گرجاؤں اور ان کے پادریوں کے مکانوں کی پاسبانی اور انہیں ہر طرح کے گزند سے بچانے کی ذمہ داری اپنی ذات پر بھی اور اپنے متبعین پر بھی عائد کی۔ عیسائیوں سے یہ وعدہ کیا گیا کہ ان پر کوئی ناجائز ٹیکس نہ لگائے جائیں گے۔ ان کا کوئی پادری اپنے علاقہ سے نہ نکالا جائے گا۔ کسی عیسائی کو اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ کسی راہب کو اس کے راہب خانے سے خارج نہ کیا جائے گا اور کسی زائر کو سفر زیارت سے نہ روکا جائے گا۔ ان کو اس بات کی بھی ضمانت دی گئی کہ مسجدیں یا مسلمانوں کے رہنے کے مکان بنانے کے لیے کوئی گرجا مسمار نہ کیا جائے گا۔ جن عیسائی عورتوں نے مسلمانوں سے شادی کر رکھی تھی، انہیں یقین دلایا گیا کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہنے کی مجاز ہوں گی اور اس بارے میں ان پر کوئی جبر واکراہ نہ کیا جائے گا۔ اگر عیسائیوں کو اپنے گرجاؤں یا خانقاہوں کی مرمت کے لیے یا اپنے مذہب کے کسی اور امر کے بارے میں امداد کی ضرورت ہو گی تو مسلمان انہیں امداد دیں گے۔ اس امداد کو ان کے مذہب میں شریک ہونے سے تعبیر نہ کیا جائے گا بلکہ اسے حاجت

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

مندوں کی حاجت براری اور خدا اور رسول ﷺ کے ان احکام کی اطاعت سمجھا جائے گا جو عیسائیوں کے حق میں صادر کیے گئے تھے۔ اگر مسلمان کسی بیرونی عیسائی طاقت سے برسرِ جنگ ہوں گے تو مسلمانوں کی حدود کے اندر رہنے والے کسی عیسائی سے اس کے مذہب کی بنا پر حقارت کا برتاؤ نہ کیا جائے گا۔ اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی سے ایسا برتاؤ کرے گا تو وہ رسول ﷺ کی نافرمانی کا مرتکب ہو گا۔([12])

اس سند نامہ میں عیسائیوں کو جتنی مذہبی آزادی اور جتنے حقوق دیے گئے ہیں اور جس رواداری اور وسعت ظرفی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ بلا مبالغہ دنیا کا کوئی بھی مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

اہل مصر کے لیے مذہبی آزادی فکر و عمل کے امور

عہد فاروقی میں حضرت عمرو بن العاص ؓ نے مصر فتح کیا تو ان کے لیے جو امان نامہ لکھا گیا، اس میں مذہبی آزادی کی بھی یقین دہانی بلکہ ضمانت دی گئی۔ اس امان نامہ کا متن کچھ یوں ہے:

> یہ وہ تحریر ہے جو عمرو بن العاص نے مصر والوں کو امان کے طور پر دی ہے۔ اہل مصر کی جانیں، ان کا مذہب، ان کا مال، ان کی عبادت گاہیں، ان کی صلیبیں، ان کی زمینیں، ان کے سمندر سب محفوظ رہیں گے۔ نہ ان کی املاک میں دخل اندازی کی جائے گی نہ ان میں کمی کی جائے گی۔۔۔۔ الخ)([13])

بین الاقوامی معاہدہ اور مذہبی آزادی

اس کے علاوہ ایک اور معاہدہ میں بھی آزادی اظہار رائے حدود و قیود کی پابندیوں کے ساتھ ہے۔ اقوام متحدہ کے "بین الاقوامی معاہدہ برائے شہری اور سیاسی حقوق" کی متعدد دفعات 18، 19 اور 20 میں سوچ و فکر بیان کی آزادی اور اس کے علاوہ مذہب و عقیدے کی آزادی بیان کی گئی ہے اس معاہدہ میں اس بات کی مکمل وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ تمام آزادیاں قانون میں عائد پابندیوں، امن عامہ، صحت، اخلاقیات اور دوسروں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کے احترام سے مشروط ہیں۔

Article 18

1. Everyone shall have the right to freedom of thought, conscience and religion. This right shall include freedom to have or to adopt a religion or belief of his choice, and freedom, either individually or in community with others and in public or private, to manifest his religion or belief in worship, observance, practice and teaching.
2. No one shall be subject to coercion which would impair his freedom to have or to adopt a religion or belief of his choice.
3. Freedom to manifest one's religion or beliefs may be subject only to such limitations as are prescribed by law and are necessary to protect public safety, order, health, or morals or the fundamental rights and freedoms of others.
4. The States Parties to the present Covenant undertake to have respect for the liberty of parents and, when applicable, legal guardians to ensure the religious and moral education of their children in conformity with their own convictions.([14])

[12]۔ حمید اللہ۔ ڈاکٹر، سیاسی وثیقہ جات، لاہور، مجلس ترقی ادب، ص: ۹۹، ۲۰۰۴

[13]۔ حمید اللہ۔ ڈاکٹر، سیاسی وثیقہ جات، لاہور، مجلس ترقی ادب، ص: ۹۹، ۲۰۰۴

[14] International Covenant on Civil and Political Rights. (Adopted and opened for signature, ratification and accession by General Assembly resolution 2200A (XXI) of 16 December 1966 entry into force 23 March 1976, in accordance with Article 49)

1۔ہر شخص کو فکر، اخلاقی امور اور مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہو گا۔اس حق میں اپنی پسند کے کسی مذہب یا عقیدے کو رکھنے یا اختیار کرنے کی آزادی شامل ہو گی۔اور یہ آزادی کہ وہ انفرادی یا اجتماعی طور -پر عوامی یا نجی سطح پر عبادت، بندگی، عمل اور تعلیم کے ذریعے اپنے مذ ہب یا عقیدے کا اظہار کر سکے۔

2۔کسی شخص پر ایسا جبر نہیں کیا جا سکے گا کہ اس کی مرضی ومنشا کے مذہب وعقیدے کو رکھنے یا اختیار کرنے کی آزادی کو مجروح کیا جا سکے۔

3۔کسی پر اپنے مذہبی عقیدے کی آزادی اظہار پر صرف وہی قیود عائد کی جا سکتی ہیں، جو کہ قانون میں عائد کی گئی ہوں اور تحفظ عامہ کی حفاظت، نظم، صحت یا اخلاقیات یا بنیادی حقوق یا دوسروں کی آزادی سے متعلق ہوں۔

4۔اس معاہدہ میں شامل ریاستیں یہ ذمہ داری اٹھاتی ہیں کہ والدین کی آزادی کا احترام کیا جائے گا اور جب قانون ولی لاگو ہوں تو ولی اپنے بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم اپنے رجحانات کے مطابق کر سکیں۔

Article 19

1.Everyone shall have the right to hold opinions without interference.

2.Everyone shall have the right to freedom of expression; this right shall include freedom of seek, receive and impart information and ideas of all kinds regardless of frontiers, either orally, in writing or in print, in the form of art, or through any other media of his choice.

3.The exercise of the rights provided for in paragraph 2 of this article carries with it special duties and responsibilities. It may therefore be subject to certain restrictions, but these shall only be such as are provided by law and are necessary:

(a) For respect of the rights or reputations of others;

(b)For the protection of national security or of public order (Order public),or of public health or morals.([15])

1۔ہر کسی کو رائے رکھنے کا بلا رکاوٹ حق حاصل ہو گا۔

2۔۔ہر کسی کو آزادی اظہارِ رائے کا حق حاصل ہو گا اور اس حق میں معلومات اور ہر قسم کے خیالات کی تلاش، حصول اور فراہمی کی آزادی، جغرافیائی حدود سے ماورا، زبانی یا تحریری یا مطبوعہ آرٹ کی صورت میں یا کسی دیگر طریقہ سے جو کہ اس کی پسند ہو، شامل ہے۔

3۔ اس آرٹیکل کے مذکورہ بالا فقرہ نمبر دو میں واضح کردہ حقوق کے استعمال کے ساتھ خاص ذمہ داریاں اور فرائض منسلک ہیں یہ حقوق مخصوص قدغن کے ساتھ مشروط ہو سکتے ہیں لیکن قدغن وہی ہو گی جو قانون میں واضح کی گئی ہو اور ضروری ہو۔

الف۔دوسروں کے حقوق کے احترام اور ان کی معاشرتی ساکھ سے متعلق۔

ب۔قومی سلامتی کے تحفظ یا امن عامہ یا صحت عامہ یا اخلاقیات سے متعلق۔

Article 20

Any propaganda for war shall be prohibited by law.

Any advocacy of national, racial or religious hatred that constitutes incitement to discrimination, hostility or violence shall be prohibited by law.([16])

1-جنگ کے لیے کسی قسم کے پروپیگنڈہ پر قانونی پابندی عائد کی جائے گی۔

2 ۔قومی، نسلی یا مذہبی نفرت کا پرچار جو کہ امتیاز، دشمنی اور تشدد کی جانب ابھارے، پر قانونی پابندی عائد کی جائے۔

[15] International Covenant on Civil and Political Rights.
[16] International Covenant on Civil and Political Rights

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

اقوام متحدہ کا عالمی منشور جس چیز پر پابندی عائد کرنے کا کہہ رہا ہے آج یورپ کے اکثر ممالک میں آزادی اظہار یا فریڈم آف سپیچ کے نام پر دوسروں کے جذبات سے کھیلا جاتا ہے۔ غریب ممالک پر تو اقوام متحدہ کا زور چلتا ہے مگر امریکہ و یورپ اپنی من مانی کرتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو یورپی کنونشن برائے تحفظ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیاں جو کہ تقریباً پورے یورپ پر نافذ ہیں اس کی دفعہ 10 میں بھی یہ آزادی حدود و قیود کے ساتھ ہی بیان کی گئی ہے۔

Article 10-Freedom of expression

1. Everyone has the right to freedom of expression. This right shall include freedom to hold opinions and to receive and impart information and ideas without interference by public authority and regardless of frontiers. This article shall not prevent States from requiring the licensing of broadcasting. Television or cinema enterprises.

2 The exercise of these freedoms, since it carries with it duties and responsibilities, may be subject to such formalities, conditions, restrictions or penalties as are prescribed by law and are necessary in a democratic society, in the interests of national security, territorial integrity or public safety, for the prevention of disorder or crime, for the protection of health or morals, for the protection of the reputation or rights of others, for preventing the disclosure of information received in confidence, or for maintaining the authority and impartiality of the judiciary.([17])

1۔ ہر کسی کو آزادی اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں رائے کی آزادی کا حق اور معلومات اور خیالات کی بلا روک ٹوک حصول اور فراہمی قطع نظر جغرافیائی حدود شامل ہو گا۔ یہ دفعہ براڈکاسٹنگ ٹی وی یا سینما جیسے تجارتی اداروں سے لائسنس کے حصول کی شرائط عائد کرنے کی ریاستوں پر پابندی عائد نہیں کرتی۔

2۔ ان آزادیوں کا استعمال چونکہ فرائض اور ذمہ داریوں سے متعلق ہے لہذا ان آزادیوں کے استعمال پر قانون کے مطابق ایسی شرائط و ضوابط، پابندی یا سزائیں عائد کی جاسکتی ہیں جو جمہوری معاشرے، قومی سلامتی کے مفاد، یکجہتی اور حفاظت عوام کی ضرورت ہوں تا کہ نقص امن، جرم کی روک تھام، صحت کی حفاظت، اخلاق کی حفاظت، دوسروں کی نیک نامی کی حفاظت اور دوسرے کے حقوق کی حفاظت اور خفیہ معلومات اور عدلیہ کے قانون، اختیار کے قیام اور غیر جانبداری سے متعلق ہوں۔

خلاصۃ البحث

اسلام فکر و یقین کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔ بلکہ خدا نے اسے مومنوں پر ایک تکلیفی حکم کے طور پر فرض فرمایا ہے، اس نے سب سے پہلے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو انسانیت کے بارے میں اس نئے اصول کی تعلیم دینا شروع کی تا کہ اس کا ایمان پر قائم رہنے کا حرص اسے لوگوں کو زبردستی پکڑ کر انھیں اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کرے، جسے اسلام کلی طور پر مسترد کرتا ہے، لہذا رضامندی کے بغیر زور زبردستی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کو اسلام منافقت تصور کرتا ہے، اور اسلام میں منافقت کو سراسر کفر سمجھا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے اسلام کی دعوت رضامندی اور خوشنودی پر مبنی ہے۔ بے شک اسلامی مؤقف واضح اور مضبوط تھا جو ہر انسان کو آزادی دیتا ہے کہ وہ جو چاہے عقائد اپنائے، اور اپنے لئے جو افکار چاہے اختیار کرے حتیٰ کہ اگر اس کے عقائد ملحدانہ ہیں تب بھی کوئی شخص اسے نہیں روک سکتا جب تک اس کے یہ افکار و خیالات اسکی اپنی ذات کی حد تک ہوں اور وہ ان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ لیکن اگر وہ ایسے خیالات کو پھیلانے کی کوشش کرتا ہے جو لوگوں کے اعتقادات کے منافی اور ان کی ایسی اقدار سے متصادم ہوں جنہیں وہ عزیز رکھتے ہیں تب وہ لوگوں کے دلوں میں شک کا فتنہ پیدا

[17] Article 10 of the European Convention on Human Rights

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.02 (2025)

کر کے ملک کے عمومی نظم و ضبط پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے نبی رسول ﷺ کو تمام لوگوں کے لئے بطور رہنما بھیجا ہے اور ان پر قرآن کریم نازل کیا ہے جو ہر طرح کی رواداری اور ہمدردی کا مظاہرہ کرتا ہے اور ہر طرح کی مذہبی جنونیت اور انتہا پسندی کو رد کرتا ہے۔ اسلام اعتدال پسندی کا مذہب ہے، جس کی تعلیمات مذہب اور اعتقاد کے معاملات میں ہر طرح کے غلو اور انتہا پسندی کی مخالفت کرنے میں واضح ہیں، اور قرآن پاک نے اس آزادی کے تعین میں اعلی معیار کا مظاہرہ کیا ہے، اور مسلمانوں پر یہ عائد کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مخالفین کے اعتقادات کا احترام کریں۔ بلکہ اس نے مسلمانوں کو سابقہ تمام آسمانی ادیان پر ایمان رکھنے کا پابند بنایا ہے، اور اسے مسلمان کے اعتقاد کا لازمی جز بنا دیا۔ گویا سیرت مقدسہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں ایک ایسا دین ہے جو مذہبی آزادی کا مکمل حامی ہے۔ اور اس تعلیمات اسلام کو بین الاقوامی سطح پر عام کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ لوگ اسلام کی تعلیمات میں وسعت اور حکمت سے اگاہ ہو سکے۔